www.KitaboSunnat.com



کتاب وحکمت

نواب صدیق حسن خانؒ

# ترجمان القرآن

## انسائیکلوپیڈیا آف قرآن

جس طرح اللہ کو مچھر پیدا کرنے میں کوئی عار نہیں اسی طرح مچھر یا مکھی یا مکڑی کی مثال بیان کرنے میں بھی اُسے کوئی عار نہیں۔ فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ۝ (الحج : ۷۳)

"لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے غور سے سنو۔ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں پیدا کر سکتے۔ اگرچہ اس کے لئے سارے جمع کیوں نہ ہو جائیں۔ اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین کر لے جائے تو اُسے اس سے چھڑا نہیں سکتے۔ طالب اور مطلوب (عابد اور معبود) دونوں گئے گزرے ہیں۔"

دوسری جگہ فرمایا:

مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَیْتًا ؕ وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ (عنکبوت : ۴۱)

"جن لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں کو کارساز بنا رکھا ہے اُن کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک طرح کا گھر بناتی ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں سے کمزور مکڑی کا گھر ہے۔"

پھر فرمایا:



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ
أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۝ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ
بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝
وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ
الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ
الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۚ
وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۝

(ابراهیم : ۲۴ تا ۲۷)

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے پاک بات کی کیسی مثال بیان فرمائی۔ وہ ایسی ہے جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ مضبوط اور شاخیں آسمان میں سربلند اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت پھل لاتا اور میوے دیتا ہو۔ اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ اور ناپاک بات کی مثال ناپاک درخت کی سی ہے۔ نہ جڑ مستحکم نہ شاخیں بلند۔ زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔ اُسے ذرا بھی قرار وثبات نہیں۔ اللہ مومنوں کے دلوں کو صحیح اور پکی بات سے دُنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں بھی رکھے گا۔ اور اللہ بے انصافوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔"

پھر فرمایا:۔
ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا مَمْلُوكًا لَا يَقْدِرُ عَلَىٰ شَيْءٍ .....

(نحل : ۷۵)

"اللہ ایک اور مثال بیان فرماتا ہے کہ ایک غلام ہے جو دُوسروں کے اختیار میں ہے۔ اور کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا۔"

پھر فرمایا:۔
وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلَىٰ شَيْءٍ
وَهُوَ كَلٌّ عَلَىٰ مَوْلَاهُ أَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ ۖ هَلْ يَسْتَوِي



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



هُوَ وَمَنْ يَّأْمُرُ بِالْعَدْلِ ..... الآية ۔

اور اللہ ایک اور مثال بیان فرماتا ہے کہ دو آدمی ہیں اُن میں سے ایک گونگا ہے اور بے اختیار ہے ۔ یہ کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور اپنے مالک پر بوجھ بنا ہوا ہے ۔ وہ جہاں اسے بھیجتا ہے کوئی بھلائی نہیں لاتا ۔ کیا ایسا گونگا بہرہ اور وہ شخص جو سنتا بولتا اور لوگوں کو انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے اور خود صراطِ مستقیم پر گامزن ہے ۔ یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں ؟

پھر فرمایا :-

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۔ (روم : ۲۸)

" وہ تمہارے لئے تمہارے ہی حال کی ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ بھلا جن لونڈی اور غلاموں کے تم مالک ہو وہ اُس مال میں سے جو ہم نے تم کو عطا فرمایا ہے کیا تمہارے شریک ہیں ؟"

پھر فرمایا :-

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ ۝ (زمر : ۲۹)

" اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے کہ ایک شخص ہے جس میں کئی آدمی شریک ہیں بدخو "

پھر فرمایا :-

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝

(عنکبوت : ۴۳)

" اور یہ مثالیں ہم لوگوں کو سمجھانے کے لئے بیان کرتے ہیں اور اسے تو اہلِ دانش ہی سمجھتے ہیں ۔"

مجاہدؒ نے فرمایا ، مثالیں چھوٹی ہوں یا بڑی ، مومنین سب پر ایمان لاتے ہیں ۔ سب کو اللہ کی طرف سے جانتے ہیں ۔ اللہ انہیں ان مثالوں سے رستہ دکھاتا ہے ۔

ابو العالیہؒ نے کہا ، جو لوگ کافر ہوتے وہ کہتے ہیں اللہ کو ان مثالوں سے کیا مطلب جیسا سورۃ مدثر میں فرمایا :-

وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ
الْمُؤْمِنُوْنَ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ
مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَ
يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ

(مدثر : ۳۱)

"اور ہم نے دوزخ کے داروغہ فرشتوں کو بنایا ہے اور ان کا شمار کافروں کی آزمائش کے لیے مقرر کیا ہے۔ اور اس لئے کہ اہل کتاب یقین کریں اور مومنوں کا ایمان اور زیادہ ہو اور اہل کتاب اور مومن شک میں نہ پڑیں۔ اور اس لئے کہ جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے اور جو کافر ہیں کہیں کہ اس مثال کے بیان کرنے سے اللہ کا کیا مقصود ہے۔ اس طرح اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور آپ کے پروردگار کے لشکروں کو اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا"

اسی طرح یہاں یہ کہا کہ بہت سوں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہت سوں کو اس سے راہ دکھاتا ہے۔ اس سے گمراہ نہیں ہوتے مگر نافرمان لوگ۔ صحابہؓ کی ایک جماعت نے کہا کہ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا سے مراد منافقین ہیں، يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا سے مراد مؤمنین ہیں بعض نے کہا کہ اس سے مراد اہل کفر ہیں کہ جان بوجھ کر انکار کرتے ہیں۔ کسی نے کہا اس سے مراد خوارج ہیں۔ یہ تفسیر بالمعنی ہے کیونکہ اس آیت کے نزول کے وقت خوارج نہیں تھے۔ ہاں یہ عمومی مفہوم میں داخل ہیں اس لئے کہ خارجی وہ شخص ہے کہ جو اطاعتِ امام اور قیام شریعتِ اسلام سے باغی ہے۔ فاسق بھی اسی کو کہتے ہیں جو اطاعت سے خارج ہوا۔ لفظ فاسق کا اطلاق کافر و عاصی دونوں پہ ہوتا ہے۔ کافر کا فسق زیادہ سخت ہوتا ہے۔ اس آیت میں فاسق سے مراد کافر ہے۔ اس کی وجہ عہد شکنی وغیرہ اور جو اوصاف فاسقوں کے یہاں بیان فرماتے ہیں وہ سب کافروں کی صفات ہیں۔ مومنوں کی صفات اس سے برعکس ہوتی ہیں جس طرح سورۃ رعد میں فرمایا:-

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى اِنَّمَا



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنقُضُونَ الْمِيثَاقَ ۝ الیٰ قولہ تعالیٰ ... وَالَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝

(رعد: ۱۹ تا ۲۵)

بھلا جو شخص یہ جانتا ہے جو کچھ تمھارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے، حق ہے، وہ اُس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے؟ اور عقلمند لوگ ہی بات کو سمجھتے ہیں۔ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اقرار کو نہیں توڑتے اور جن رشتوں کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا اُن کو جوڑتے ہیں اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور بُرے حساب سے خوف کھاتے ہیں۔ اور جو اپنے پروردگار کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مصائب پر صبر کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور جو مال ہم نے اُن کو دیا اُس میں سے چھپکے چھپکے اور علانیہ بھی خرچ کرتے ہیں۔ اور نیکی سے بُرائی کو دُور کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے لئے عاقبت کا گھر ہے۔ اور جو لوگ اللہ سے کئے ہوئے پختہ عہد کو توڑ ڈالتے ہیں۔ اور جن رشتوں کے جوڑنے کا اُس نے حکم دیا ہے اُن کو قطع کرتے اور ملک میں فساد کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر لعنت ہے اور اُن کے لئے بہت ہی بُرا گھر ہے۔"

قرطبیؒ نے کہا، یہ آیت اہلِ سنّت کے مذہب پر دلالت کرتی ہے کہ ہدایت و ضلالت صرف اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ زمخشریؒ کا یہ کہنا کہ ضلالت کو اللہ کی طرف نسبت دینا مجازاً ہے۔ یہ معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ امام رازیؒ نے اس مقام کو اپنی تفسیر میں خوب حل کیا ہے۔

(ف) اِس جگہ عہد سے مراد اللہ کی وصیت ہے۔ اور امر و نہی کے بارے میں جو انبیاء کی زبان سے اور آسمانی کُتب میں بیان ہے۔ اِس کے توڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ کسی نے کہا، کفّار سے مراد اہلِ کتاب اور منافقین ہیں۔ اللہ نے توراۃ میں اُن سے عہد لیا تھا کہ وہ توراۃ پر چلیں گے۔ محمدؐ کے آنے کے بعد اُن کا اتباع کریں اور اُن کی تصدیق کریں گے۔ لیکن جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انھوں نے آپ کو نہ پہچانا اور انکار کر دیا۔ آپ کی صداقت لوگوں سے چھپائی۔ یہ عہد شکنی ہوئی۔ اسی وجہ کو ابنِ جریرؒ نے اختیار کیا ہے۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بعض نے کہا اس آیت سے مراد سارے اہل کفر و شرک و نفاق ہیں۔ اُن سے توحید کا عہد لیا گیا تھا۔ ربوبیت کے تمام دلائل اُن پر ظاہر کئے گئے تھے۔ اُن سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ ہمارے رسولؐ جب معجزات لائیں تو تم اُن کا حکم ماننا۔ انھوں نے اس عہد و پیمان کا پاس نہ کیا اور توحید، نبوت و کتب سب کے منکر ہوئے۔ ابن کثیرؒ نے بھی اس سبب کو حسن کہا ہے۔ زمخشریؒ کا میلانِ طبع بھی اس طرف ہے۔

بعض نے کہا، یہاں عہد سے مراد اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کا عہد ہے۔ یعنی اُس کا توڑنا اور اُس کا چھوڑنا۔ ابوالعالیہ نے کہا ہے: منافقوں میں چھ عادتیں پائی جاتی ہیں۔ جب انھیں لوگوں پر غلبہ ہوتا ہے تو اپنی ساری خصلتیں ظاہر کر دیتے ہیں۔

۱۔ جب بات کریں تو جھوٹ بولیں۔

۲۔ جب وعدہ کریں خلاف ورزی کریں۔

۳۔ جب امانت رکھی جائے تو خیانت کریں۔

۴۔ اللہ سے عہد باندھ کر توڑ دیں۔

۵۔ جس رشتے داری کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا اُس کو کاٹ دیں۔

۶۔ اور زمین میں فساد کریں۔

اگر اُن کا لوگوں پر غلبہ ہو تو آخری تین پر عمل کرتے ہیں اور پہلی تین پر خاموش رہتے ہیں۔ ربیعؒ بن انس اور سدیؒ نے کہا، عہد سے مراد وہ عہد ہے جو قرآن میں اُن سے لیا گیا ہے، انھوں نے اس کا اقرار کیا تھا، پھر کافر ہو کر اس عہد کو توڑ ڈالا۔ اور کاٹنے سے مراد صلہ رحمی کو ختم کرنا ہے۔ جیسے اللہ نے فرمایا:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۝ (محمد : ۲۲)

"(اے منافقو!) تم سے عجب نہیں کہ اگر تم حاکم ہو جاؤ تو ملک میں خرابی کرنے لگو اور اپنے رشتوں کو توڑ ڈالو۔"

اس کو ابن جریرؒ نے راجح بتایا ہے۔ کسی نے کہا بلکہ مراد وہ ہر چیز ہے جس میں وصل و فعل کا حکم تھا، اُس کو قطع کیا یا چھوڑ دیا۔ جیسے مومنین کا باہمی پیار و محبت، جماعت کے ساتھ لزوم، شریعت کی تمام حدود کی حفاظت، نیکی کے ہر فعل کو ترک کرنے اور ہر شر کے اختیار کرنے سے



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جو اللہ اور بندے کے درمیان ایک تعلق ہے وہ ٹوٹ جاتا ہے۔ یہی جمہور کا قول ہے اور یہی قول کہ آیت کا مفہوم عام ہے۔ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(ف) زمین میں فساد کرنے سے مراد وہ افعال و اقوال ہیں جو اللہ کے حکم کے خلاف ہوں، جیسے غیر اللہ کی عبادت، مخلوقات کو تکلیف پہنچانا، جس چیز کی حفاظت کا حکم ہے اُسے بدل دینا۔ غرضیکہ ہر وہ چیز جو شرعاً یا عقلاً اصلاح کے خلاف ہے وہ فساد ہے۔ قتادہؒ نے فرمایا، میں نہیں جانتا کہ اللہ نے کسی گناہ پر ایسی سخت وعید سنائی ہو جتنی عہد شکنی پر۔ پس جس کسی نے اللہ سے کوئی اقرار باندھا ہو، سچے دل سے عہد کیا ہو اُسے چاہیے کہ اپنا اقرار پورا کرے اور اپنے وعدے کو وفا کرے۔ صحیح احادیث میں بھی بے وفائی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

مقاتل بن حبان نے فرمایا، أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ اس آیت کی مانند ہے، أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝

ابن عباسؓ نے کہا، جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے غیر اہل اسلام کی طرف نسبت کیا ہے۔ جیسے "خاسر" مراد اس سے کفر ہے۔ اور جس چیز کو اللہ نے اہل اسلام کی طرف منسوب کیا ہے اس سے مراد گناہ ہے۔ "خسران" کہتے ہیں تجارت میں نقصان اٹھانے کو، کافر و منافق کا یہی نقصان ہے کہ وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہیں۔ اس سے زیادہ اور خسارہ کیا ہوگا۔

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ (البقرۃ: ۲۸)

"کافرو! تم اللہ کے کیسے منکر ہو سکتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے تو اس نے تم کو جان بخشی، پھر وہی تم کو مارتا ہے۔ پھر وہی تم کو زندہ کرے گا، پھر تم اُسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے"

اس آیت میں اللہ نے اپنے وجود، قدرتِ کاملہ اور خالق و متصرف ہونے پر حجت بیان کی ہے۔ یعنی تم اللہ کے وجود کا کس طرح انکار کرتے ہو اور غیر اللہ کو پوجتے ہو، حالانکہ وہ تمھیں عدم سے وجود میں لایا، جیسے فرمایا:

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۝ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بَل لَّا يُوقِنُونَ ۝ (طور: ۳۵-۳۶)

کیا یہ کسی کے پیدا کئے بغیر ہی پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود اپنے آپ کو پیدا کرنے والے ہیں۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یا انھوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے (نہیں) بلکہ یہ یقین ہی نہیں رکھتے۔"

دوسری جگہ فرمایا :

هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا ○ (الدھر : ۱)

"بیشک انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت بھی آچکا ہے کہ وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہیں تھا۔"

اس طرح کی اور بہت سی آیتیں ہیں۔ ابنِ مسعودؓ نے فرمایا کہ آیت :

قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا (مؤمن : ۱۱)

"وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار تو نے ہمیں دو دفعہ بے جان کیا اور دو دفعہ جان بخشی، ہمیں اپنے گناہوں کا اعتراف ہے۔"

کا مطلب وہی ہے جو سورۂ بقرہ میں فرمایا... كُنتُمْ أَمْوَاتًا ..... الآیۃ

ابنِ عباسؓ نے فرمایا۔ تم مردہ تھے، یعنی اپنی آباء کی پشت میں کچھ چیز نہ تھے۔ پھر تمہیں پیدا کیا، پھر صحیح وفات دی۔ پھر دوبارہ زندہ کرے گا۔ یہ آیت اللہ کے اس قول کے مانند ہے۔ " أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ "۔ عبداللہ بن عباسؓ کا دوسرا قول اس طرح ہے۔ "تم پیدا ہونے سے پہلے مٹی تھے، یہ مردہ ہونا ہوا۔ پھر تم کو زندہ کیا، یہ زندگی ہوئی پھر تم کو وفات دے گا۔ تم قبر میں جاؤ گے۔ یہ دوسری موت ہوئی۔ پھر قیامت کو اٹھائے گا، یہ دوسری زندگی ہوئی۔ غرضیکہ دو بار مرنا اور دو بار جینا ثابت ہوا۔ کسی نے کہا کہ زندہ کر کے پھر مارنے کا معنیٰ یہ ہے کہ قبر میں زندہ کرے گا پھر مار دے گا۔ صحیح بات وہی ہے جو ابنِ مسعودؓ اور ابنِ عباسؓ سے گذر چکی ہے۔ تابعین کی ایک جماعت نے اس کو اختیار کیا ہے۔

جس طرح اللہ نے فرمایا :-

قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ۔ (جاثیہ : ۲۶)

"کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو جان بخشتا ہے، پھر وہی تم کو موت دیتا ہے۔ پھر قیامت کے روز تمہیں جمع کرے گا جس کے آنے میں کچھ شک نہیں۔"



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بتوں کے بارے میں فرمایا :

أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝ (الآیۃ، نحل : ۲۱)

"وہ لاشیں ہیں بے جان، اُنھیں یہ بھی علم نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے"

دوسری جگہ فرمایا :

وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ۝ (یٰس : ۳۳)

"اور ایک نشانی اُن کے لئے وہ زمین ہے کہ ہم نے اس کو زندہ کیا اور اس میں سے اناج اگایا، اور پھر یہ اس میں سے کھاتے ہیں"

حاصل کلام یہ ہے کہ "پہلی موت" سے مراد انسان کے وجود کا نہ ہونا اور "پہلی زندگی" سے مراد پیدائش ہے۔ اور "موت ثانی" سے مراد وہ موت جس کا وقت "مقرر" ہے۔ اور "حیاتِ ثانی" سے مراد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ فتح البیان میں لکھا ہے کہ یہ تفسیر سب سے زیادہ بہتر ہے۔ صحابہؓ کی ایک جماعت نے اس کو اختیار کیا ہے۔

هُوَ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

(بقرہ : ۲۹)

"وہ اللہ ہی تو ہے جس نے سب چیزیں جو زمین میں ہیں تمھارے لئے پیدا کیں، پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا تو اُن کو ٹھیک سات آسمان بنا دیا اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے"

ابن کیسانؒ نے کہا یہ سارے نباتات، جمادات، معدنیات، حیوانات، پہاڑ اور دریا تمھارے دین و دنیا کے نفع کے لئے بنائے ہیں۔ دین کا نفع یہ ہے کہ تم اللہ کی اس عجیب مخلوقات کو دیکھ کر عبرت اور فکر حاصل کرو، توحید پر یقین کرو، دنیا میں اِن چیزوں سے فائدہ حاصل کرو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت (جائز) ہے۔ جب تک کوئی دلیل اس اصل سے پھیر نہ دے۔ اس میں حیوانات وغیرہ سب یکساں ہیں۔

کسی نے کہا کہ اس آیت سے یہ استنباط ہوتا ہے کہ مٹی کا کھانا حرام ہے۔ کیونکہ ہمارے لئے مافی الارض کو پیدا کیا ہے نا کہ نفس ارض کو۔ لیکن اس سے بہتر دلیل یہ ہے کہ حدیث میں مٹی



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کھانے کی ممانعت آئی ہے۔ اور مٹی مضر صحت بھی ہے۔

(ف) پہلے توحید کی ایک دلیل ایسی بیان کی تھی جو خاص اُن کی جانوں میں نظر آتی ہے۔ اب دوسری دلیل زمین و آسمان کی پیدائش کی ذکر فرمائی۔ استویٰ کے معنی اس جگہ قصد اور ارادے کے ہیں۔ آسمان اس جگہ اسم جنس ہے، ہر چیز سے واقف ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کا علم ساری خلق کو محیط ہے۔ جس طرح فرمایا:

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۔ (ملک : ۱۴)

بھلا جس نے پیدا کیا وہ بے خبر ہے؟

کل شیئ میں علم ساری کلیات وجزئیات کا داخل ہے، یہ اس لیے فرمایا کہ خالق کو ساری مخلوق کا عالم ہونا واجب ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ علم کی صفت ساری صفات کی امام ہے۔

(ف) اس آیت کی تفصیل سورہ حم السجدہ میں آتی ہے۔

قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا ۚ ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ ۝ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ۝ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ (حم السجدہ : ۹ تا ۱۲)

"آپ کہہ دیجئے کیا تم اس ہستی کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اور بتوں کو تم اس کا مد مقابل بناتے ہو۔ وہی تو سارے جہان کا مالک ہے۔ اور اس نے زمین کے اوپر مضبوط پہاڑ بنائے اور زمین میں برکت رکھی۔ اور اس میں چار دنوں میں سامانِ معیشت مقرر کیا۔ جو سب طلب گاروں کے لئے یکساں ہے۔ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں تھا۔ تو اس نے آسمان اور زمین سے فرمایا کہ دونوں آؤ، خواہ خوشی سے خواہ ناخوشی سے۔ انھوں نے کہا کہ ہم خوشی سے آتے ہیں، پھر دو دن میں سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں اس کے کام کا



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حکم بھیجا اور ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں سے مزین کیا اور شیطانوں سے محفوظ رکھا یہ زبردست اور خبردار کے مقرر کئے ہوئے اندازے ہیں۔"

اس آیت میں اس بات پر دلالت ہے کہ اللہ نے پہلے زمین بنائی۔ پھر سات آسمان بنائے۔ عمارت کے بانی کا یہی دستور ہوتا ہے کہ پہلے نیچے کی بنیاد رکھتا ہے۔ پھر اوپر کی عمارت بناتا ہے۔ رہی یہ آیت:

أَأَنتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ ۚ بَنَاهَا ۝ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا ۝ وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا ۝ وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا ۝ (النّازعٰت: ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰)

"بھلا تمہارا بنانا مشکل ہے یا آسمان کا؟ اسی نے اس کو بنایا، اس کی چھت کو اونچا کیا۔ پھر اسے برابر کر دیا اور اس نے تاریک رات بنائی اور دن کو دھوپ نکالی اور اس کے بعد زمین کو پھیلا دیا۔"

یہ بھی کہا ہے کہ پھیلانا زمین کا آسمان و زمین کی تخلیق کے بعد ہوا۔

## تخلیقِ کائنات:

(ف) ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ اور بعض صحابہؓ نے کہا کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا، پانی سے پہلے اللہ نے کوئی چیز نہیں بنائی۔ جب یہ ارادہ کیا کہ مخلوقات کو بنائے تو پانی سے دھواں نکالا۔ وہ پانی کے اوپر اونچا ہو گیا۔ اللہ نے اس کا نام آسمان رکھا، پھر پانی کو خشک کر دیا۔ اس کا نام زمین رکھا زمین چٹیل تھی اس کو پھاڑ کر سات زمینیں بنائیں۔ یہ کام دو دن میں مکمل کیا، اتوار اور سوموار۔ اس زمین کو ایک مچھلی کے اوپر پیدا کیا۔ یہ وہی مچھلی ہے جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔

نٓ ۚ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ۝ یہ مچھلی پانی میں ہے۔ پانی ایک صاف پتھر پر ہے۔ پتھر ایک فرشتے کی پشت پر ہے، فرشتہ ایک سخت پتھر پر ہے، وہ پتھر ہوا میں ہے، اس پتھر کا ذکر لقمان نے کیا ہے، یہ پتھر نہ آسمان میں ہے نہ زمین میں ہے۔ مچھلی نے حرکت کی، زمین ہلنے لگی اللہ نے اس پر پہاڑ رکھ دیئے، وہ رک گئی۔

زمین از تپ لرزہ آمد ستوہ فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ

اس آیت کا یہی مطلب ہے۔

وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِهِمْ (انبیاء: ۳۱)



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"اور ہم نے زمین پر پہاڑ بنائے تاکہ لوگوں کے بوجھ سے ہلنے اور جھکنے نہ لگے۔"

اللہ نے پہاڑ، لوگوں کی خوراک اور درخت وغیرہ دو دن منگل اور بدھ کو پیدا کئے۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا۔

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ ۝

دھواں پانی کے سانس سے اٹھا۔ اس کو آسمان بنایا۔ یہ آسمان سپاٹ تھا۔ پھر اس کے سات آسمان بنائے۔ یہ کام دو دن جمعرات اور جمعہ کو کیا۔ جمعہ کو جمعہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ آسمان وزمین کی پیدائش اس دن میں جمع کی گئی تھی۔ ہر آسمان میں اپنے حکم کی وحی کرنا یہ ہے کہ اس میں فرشتے بنائے۔ دریا، پانی، پہاڑ اور برف بنائی، اور وہ جو معلوم نہیں۔ پھر ہر آسمان کو تاروں سے رونق اور زینت دے کر شیطانوں سے محفوظ کرنے کا سبب بنا دیا۔ پھر جب پیدائش سے فراغت ہوئی تو عرش پر جا بیٹھا۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا:

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۝

(السجدہ: ۴)

"اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو چیزیں ان دونوں میں ہیں، سب کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر قائم ہوا۔"

اور فرمایا:۔

كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۝

(انبیاء: ۳۰)

"(آسمان اور زمین) دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے اُن کو جدا جدا کر دیا۔ اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں۔"

عبداللہ بن سلامؓ کا قول ہے کہ اللہ نے خلق کی ابتداء اتوار سے کی۔ اتوار اور پیر کو ساری زمینیں بنائیں۔ تمام خوراک اور پہاڑ منگل، بدھ کو بنائے۔ آسمانوں کو جمعرات، جمعہ کے دن پیدا کیا۔ جمعہ کے دن پچھلے پہر اس کام سے فارغ ہوا۔ اس گھڑی میں جلدی پر آدم کو پیدا کیا اور اس گھڑی میں قیامت بھی قائم ہوگی۔

مجاہدؒ نے کہا ایک آسمان دوسرے آسمان کے اوپر ہے۔ ایک زمین دوسری زمین کے نیچے ہے۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابنِ کثیرؒ کہتے ہیں اس آیت میں دلیل ہے اِس بات پر کہ زمین کی پیدائش آسمان سے پہلے ہوئی۔ سورۃ السجدہ سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ پہلے ذکر زمین کی پیدائش کا کیا۔ پھر آسمان کی طرف جانے کا۔ میں نہیں جانتا کہ علماء نے اس بات میں کوئی اختلاف کیا ہو۔ مگر قتادہؒ کو یہ زعم ہے کہ آسمان زمین سے پہلے پیدا ہوا۔ قرطبیؒ نے اس پر توقف کیا ہے۔

صحیح بخاریؒ میں ہے کہ بعینہٖ یہی سوال کسی نے ابنِ عباسؓ سے کیا تھا۔ جواباً آپ نے فرمایا کہ زمین کا پھیلانا آسمان کی تخلیق کے بعد ہوا۔ یعنی پہلے زمین پیدا کی، پھر آسمان بنایا، پھر زمین کو پھیلایا۔ یہی جواب علمائے کرام اہلِ حدیث و تفسیر نے بھی دیا ہے۔ ہم نے اس تفصیل کو سورۃ والنّازعات ؑ میں تحریر کیا ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ جو چیزیں زمین کے اندر اللہ نے پیدا کی ہیں۔ ان سب کو آسمان کی پیدائش کے بعد لایا گیا۔ نفسِ زمین آسمان سے پہلے نہیں ہے۔ جیسے نباتات، جمادات، پانی، وغیرہ اپنے اختلافِ نوعیت، صفت، رنگ اور شکل وغیرہ۔ اسی طرح آسمانوں کا اپنے تمام ثابت و سیار ستاروں کے ہمراہ گردش کرنا ان چیزوں کے ساتھ جو اللہ نے ان کے اندر رکھی ہیں۔

واللہ اعلم!

فتح البیان میں ان آیات کو اس طرح تطبیق دی ہے کہ زمین کا پھیلانا آسمان کی تخلیق کے بعد ہے، پھر یوں کہا ہے کہ یہ تطبیق بہت بہتر ہے۔ شوکانیؒ کا بھی یہی قول ہے۔ آیت مذکورہ سے سات آسمانوں کا ہونا ثابت ہے۔ رہی زمین سو سارے قرآن مجید میں فقط ایک جگہ یہ فرمایا:

وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ۔ (الطلاق : ۱۲)

اللہ ہی تو ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور ویسے ہی زمینیں۔

اس پر کسی نے کہا ہے کہ مراد گنتی ہے، یعنی زمینیں بھی سات ہیں۔ کسی نے کہا مراد موٹاپا ہے۔ ماوردیؒ نے کہا، ساتوں زمینیں سات ہیں، بیچ میں فاصلہ نہیں ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ آسمانوں کی طرح الگ الگ ہیں۔ مگر دعوتِ اسلام اس زمین کے لئے مختص ہے جس پر ہم رہتے ہیں۔ صحیح حدیث میں بھی سات زمینوں کا ذکر آیا ہے۔ رازیؒ نے آسمانوں کے بیان میں کہ سات ہیں یا آٹھ۔ حکماء کا مذہب بیان کر کے کیا اچھی بات لکھی ہے کہ اس خبط سے تجھے یہ ہوش آجائے گی، عقل ہرگز ایسی چیزوں کو دریافت نہیں کر سکتی۔ اس کا علم اس کو ہے جس نے انہیں



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بنایا۔ اس لیے اس جگہ انھیں سمعی دلیلوں پر تھک کر بیٹھ رہنا واجب ہے۔

حدیث میں اہل سنن کے ہاں صحابہؓ کی ایک جماعت سے آسمان کی تعریف میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ ہر آسمان کا فاصلہ پانچ سو برس کی مسافت بتایا ہے۔ زمین آسمان دونوں کی گنتی سات سات عدد ارشاد کی ہے۔ مگر کسی حدیث صحیح صریح مرفوع میں یہ نہیں آیا کہ ہر طبقہ زمین میں اس زمین کی مانند انسان، حیوان، انبیاء، علماء، جہلاء موجود ہیں۔

صحابہؓ کے آثار اس جگہ کارآمد نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ اُن کی سند صحابہؓ تک صحیح کیوں نہ ٹھہرے کیونکہ ایسے اقوال غالباً اسرائیلیات سے لئے گئے ہیں۔ اسرائیلیات کے بارے میں حکم یہ ہے کہ نہ اُن کی تصدیق کرو نہ تکذیب۔ سو ہمیں اس جگہ توقف لازم ہے۔

مسلم و نسائی میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرمؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اللہ نے زمین کو ہفتے کے دن پیدا کیا، پہاڑوں کو اتوار کے دن، درختوں کو سوموار کے دن، مکروہ چیزوں کو منگل کے دن، نور کو بدھ کے دن۔ جانداروں کو جمعرات کے روز اور آدمؑ جمعہ کے دن عصر کے وقت کے بعد پچھلی گھڑی میں۔

ابنِ کثیرؒ کہتے ہیں، یہ حدیث غرائب مسلم سے ہے۔ علی بن المدینیؒ اور بخاریؒ اور بہت سے حفاظِ حدیث نے اس میں کلام کیا ہے۔ اس کو کعبؓ احبار کا کلام ٹھہرایا۔ یعنی ابوہریرہؓ نے اس کو کعبؓ احبار سے سنا تھا۔ بعض راویوں کو دھوکہ ہوا اُنھوں نے اس کو مرفوع ٹھہرا دیا۔ اس کی تحقیق بیہقیؒ نے کی ہے۔

## اُس قوم کا ایک ایک نشان مٹ کے رہے گا!

سینے میں اگر دِل ترا تاریک نہیں ہے
پھر نکتہ کوئی نکتۂ باریک نہیں ہے

گر مشورہ لینا ہے تو لے ٹھیک کسی سے
ہاں مشورۂ بد پہ عمل ٹھیک نہیں ہے

گر عزم ہے پختہ تو پہنچ جائے گا آخر
یہ مانا کہ منزل تری نزدیک نہیں ہے

پھر ذکر سے اس کے تجھے ڈر کیوں نہیں لگتا
اَحوالِ قیامت پہ جو تشکیک نہیں ہے

پہناتے ہیں حجّاج کو پھولوں کے جو ہم ہار
اِک رسم سی ہے ہدیۂ تبریک نہیں ہے

اُس قوم کا ایک ایک نشاں مٹ کے رہیگا
جس قوم میں تبلیغ کی تحریک نہیں ہے

کرتا ہے جو عاجز ترے اعمال پہ تنقید
اِخلاص کا اظہار ہے تضحیک نہیں ہے

عبدالرحمٰن عاجز



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ